سعید اشعر شیشوں کا مینا کار شاعر

Saeed Ashar Sheeshon ka Meenar Kar Shahir

Javeria Aziz

Lecturer, HOD of Urdu Department, Govt. Post Graduate College For Women Haripur.

Abstract:

Fine art is the best source of expressing ideas, feelings and emotions in any well civilised society. Literature (Urdu as well as English) is playing avital role in this regard. Poetry in the part of literature which express and highlights precious human emotions. Saeed Ashar has been emerged as a very sensible, grave, intellectual and well experienced poet in Pakistani society. He is strongly interlinked with the culture and tradition we fallow since ages. He is representative of truth, positivity and subline values of human life in east.

Keywords

Saeed Ashar. poetry, love, sensitive person, social issues, intellectual attachments.

انسانی معاشرے میں فنون لطیفہ فرد کے خیالات اور نظریات کا بہترین وسیلہ رہا ہے اس حوالے سے ادب خصوصًا شاعری کو نمایاں حیثیت رہی جو انسان کے لطیف جذبات کی عکاسی کا فرئضہ نہایت خوبی سے ادا کرتے ہوئے انسانی حسیاتی اور اخلاقی تہذیب سے غافل نہیں رہی بل کہ فلسفہ،اخلاقیات، تصوف، عشق و محبت اور مظاہر فطرت غرض یہ کہ حیات انسانی سے وابستہ ہر موضوع کو شعرا نے بیان کیا ہے۔موجودہ دور میں ادبی منظر نامہ ایک نامعلوم بے چہرگی اور شناخت کے المیے سے دوچار رہا ایک جیسے آئنوں میں ایک جیسے خدوخال اور ایک جیسے عکس نمود پا رہے ہیں اس عصری آشوب میں سعید اشعر کا منظر عام پر آنا ایسے ہی ہے جیسے پہاڑوں میں بہنے والے دریا کا جس میں ہزاروں خشک چشموں کی حدت شامل ہوتی ہے۔سعید اشعر اپنی فنی استعداد اور جمالیاتی اسلوب کا روایت سے انسلاک ایک نئے عہد کی تشکیل اور ایک نئے چہرے کو سامنے لاتے ہوئے کرتے ہیں۔سعید اشعر کا شعری سفر روشنی گلابوں کی، میری غزل، ایلیا حسن تم کیسے ہو؟، تاویل، میں اور میں، نظم کہانی کی صورت میں منظر عام پر آچکا ہے جس میں شامل نظمیں اور غزلیں ان کی شناخت کا حوالہ بنتے ہوئے مجموعی نظام فکر میں پوری آب و تاب سے چمکیں اور ہزارہ کے دبستان میں اپنے خیالات، جذبات اور احساسی نوعیت کی بھرپور نمائندگی کی پروفیسر باسط خٹک ان کی شاعری کے متعلق لکھتے ہیں:۔

سعید اشعر شعر بنتا ہے ان کی شاعری کا خمیر دھویں کی طرح ان کی ذات سے اٹھ کر چار سو ماحول میں گندھا پڑا ہے —نمود و لوبان کی دھونی جیسا جو قلب کو معطر کرتا جائے لیکن جب پھیلتا ہے تو کوئلے اور گندھک کی دخان میں

تبدیل ہو کر سماج خور چہروں کو مسخ اور کالا بھی کرتا ہے ویسے تو ذات اور اندرون کی پیچیدہ اور گنجلک گلیوں، بھول بھلیوں سے ہوتا ہوا ماحول اور معاشرے کی کھلی سپاٹ شاہراہوں تک بے انت سفر پاٹنا بذات خود ایک سنگ میل بن جاتا لیکن سفر میں اس سفر کی روداد رقم کرنا ایک معجزہ سے کم نہیں-ان کے اکثر ترنم، لطیف اور کومل اشعار یوں محسوس ہوتے ہیں جیسے کوئی چھوٹی سی ہتھوڑی سے دل کے محراب کے اندر چھوٹے چھوٹے تراشے ہوئے رنگین شیشوں کی میناکاری کر رہا ہے-

سعید اشعر اپنے علم کی بدولت جو ئندگان کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں ان کی شاعری ان کے انداز فکر کا اظہار ہی نہیں بل کہ ان کے جذبوں کی تلخیص بھی ہے-ان کے ہاں مضامین کا تنوع بھی ہے اور شدت بیان کے وہ پیرائے بھی ہیں جو ایک عمر کی ریاضت کے بعد ہاتھ آتے ہیں-ان کی شاعری کو پڑھتے ہوئے قلبی طمانیت ملتی ہے تو وہیں انسان کے اندر فکری اعتبار سے ایک اضطراب بھی انگڑائیاں لینے لگتا ہے وہ دو انتہاؤں کے انتہائی کناروں کو آپس میں ملانے کی تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں وہ اپنی شاعری کے ذریعے اپنے مزاج، روایت، اصول اور فنی لوازمات کی پاسداری کرتے ہوئے زندگی کے نئے قرینے سکھا رہے ہیں ان کی شاعری میں اک دریچہ روایت کی سمت کی طرف وا ہوتا ہے تو دوسرا دریچہ معاصر سماجی رویوں کے جدید منظر نامے کی طرف جاتا ہے-ان کے ہاں کلاسیکی روایات کا رنگ گہرے شعور کی عکاسی کرتا ہے تو کہیں نیا طرز احساس ان کی جدت پسندی کا پتہ دیتا ہے-

کس کے سامان سے گرا ہوا ہے

ایک رستہ یہاں پڑا ہوا ہے

دیپ جلتا رہا کہیں مجھ میں

نور آنکھوں میں اب جما ہوا ہے

خواب رکھے گئے ترازو میں

ایک پلڑا ابھی اٹھا ہوا ہے

میں نے رکھی تھی جھیل کاغذ پر

جھیل کا اک سرا جلا ہوا ہے

اک دن میں آئینے کے اندر اتر گیا

اس بات کو ہوئے کوئی عرصہ نہیں ہوا

جو بھی چاہا زمین پر میں نے

آسمانوں پہ رکھ دیا اس نے

سعید اشعر کی تخلیقی جستجو نئی فکریات اور شعری زبان کے انفراد کی جانب سفر کرتی ہے ان کی شاعری اپنی خاص سنجیدگی اور بصیرت میں آج کی حسیات اور فلسفیانہ زاویہ نگاہ کے ادراک کی آمیزش ہے-ان کے ہاں فکر، جذبے، فلسفیانہ لہجے کی لہریں ہیں جو ان کے تمام الفاظ کی پاسداری کرتے ہوئے اسے زندگی سے عبارت کرتے ہیں اسی وجہ سے وہ انتہائی باشعور، سنجیدہ اور پختہ شاعر کے روپ میں ابھرے ان کے متعلق نعیم گیلانی لکھتے ہیں:-

سعید اشعر اپنی غزل کے بیشتر خدوخال تراشنے میں ذاتی احساسات، منفرد تلازمات واستعارات اور مضمون آفرینی سے کام لیا ہے اس طرح غزل نہ صرف روایت کی توسیع کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے بل کہ تغزل کے جدید زاویوں کو بھی روشن کر رہی ہے-زندگی کے حقائق اور اس کے متعلقات کی فکری سطح پر بازیافت اور اس کو قدرے مختلف آہنگ کے ساتھ سماج کے سامنے پیش کرنا ایک ایسا عمل ہے جس کی برکت سے مذکورہ بے چہرگی اور شناخت کے المیے کی کرواہٹ کو حلاوت میں تبدیل کیا جاسکتا ہے سعید اشعر کی شعریات میں اس حلاوت کا موجود ہونا کسی خوش خبری سے کم نہیں ہے-

سعید اشعر کی شاعری میں تازگی اور شادابی کے عناصر پائے جاتے ہیں جو انھیں دور جدید کے صف اول کے شعرا میں لا کر کھڑا کرتے ہیں-ان کے ہاں اسلوب میں جدت کے ساتھ روایت سے جڑت ان کے شعری جمالیات میں ایسے گہرے رنگ بھرے ہوئے ہے کہ روایت اور جدت ہم قدم ہو کر ایک ہونے کی گواہی دیتے ہیں الفاظ کا انتخاب اور بر محل استعمال ان کی فنی چابکدستی اور ہنر مندی کو سامنے لاتا ہے جو نظم کے شعری جمالیات کو مد نظر رکھتے ہوئے تخلیقی جوہر دکھاتے ہیں اظہر عباس ان کی نظم کے متعلق لکھتے ہیں:-

سعید اشعر کا نام نظم کے حوالے سے حیران کرنے والا ہے وہ اردو نظم کے جمالیاتی پہلو کو بنیاد بناتے ہوئے زندگی کو خوب صورت اور متحرک خیالات واحساسات کو فنی اور فکری سطح پر یکجا کرتے ہوئے نظم کے لیے ایک جہان نو دریافت کرنے کا وفود مشاہدے کے ساتھ ملاپ کرتے ہوئے دلکش و لطیف طرز اظہار کا موجب بنتا ہے ان کے ہاں متنوع مضامین، دلپزیر آہنگ اور مقالہ نگاری کے رنگوں کی کثرت نے ایک نئی طرح وحدت اختیار کرتے ہوئے جدید نظم کو ایک قابل ذکر معنویت عطا کی ہے ایسی معنویت جسے صرف نظر کرنا نظم کے سنجیدہ قاری کے لیے از حد مشکل ہو گا-

سعید اشعر نے کسی کی تقلید میں شعر نہیں کہے بل کہ اپنا انفرادی رنگ اور اسلوب برقرار رکھتے ہوئے وسعت خیال، معنی آفرینی اور جدت اظہار کے ساتھ نکھر کر سامنے آئے-وہ خارجی موضوعات کو اپنے داخل کے رنگ ملا کر یوں پیش کرتے ہیں کہ اپنی داخلی کیفیات کے تحت شعر کہتے ہیں-

گڑ اور خالص دودھ کی چائے

پینے والی لڑکی

تم کتنی نمکین نمکین ہو

اس دھرتی کے بیچوں بیچ

تھوراا وپر غاروں میں

پانی کا اک چشمہ ہے

گرمی میں ٹھنڈا ٹھنڈا

سردی میں تھوڑا گرمیلا

تیرے جیسا میرے تکیے کے نیچے

تیری باتیں

تیری سانسیں

سوچیں بھیگ رہی ہیں

سعید اشعر کی شاعری نہ صرف شعری جمالیات کی متقاضی ہے بل کہ فکری گہرائی و گیرائی، وسعت مطالعہ اور مسلمات کو توڑ کر نئے جہاں آباد کرنے کی طرف راغب کرتی ہے وہ ماضی سے حال اور حال سے مستقبل کی طرف اپنی تہذیبی، ثقافتی، علمی، فلسفیانہ، جذباتی اور حسیاتی سفر رواں دواں رکھتے ہوئے اپنی شاعری کے ذریعے ایسے پھول کھلاتے ہیں جو النوع شکل اختیار کرتے ہوئے ہوا جھرنے کا روپ دھار لیتی ہے اور جھرنا موسقیت سے بھرپور ندی میں بدلتا ہے وہ الفاظ کا استعمال اس کی سلاست اور روانی کے بھید سے واقفیت رکھتے ہوئے قوت متخیلہ اور الفاظ کے ساتھ معاملہ فہمی کا برتاؤ بھی بخوبی سرانجام دیتے ہیں۔

آواز دے رہا ہوں میں اپنے ہی آپ کو

مجھ سے مرا وجود کوئی رابطہ کرے

ابھی چراغ کے جلنے میں پہر باقی ہے

خدائے تیرہ شبی کی ہوئی ہوا طلبی

ترا جمال نئے روپ کا اسیر ہوا

سجی ہی رہی رخ حیرت پہ آئینہ طلبی

ابھی میں شب کے اندھیرے میں کچھ نہیں کہتا

میں صبح بات کروں گا اس آفتاب کے ساتھ

سعید اشعر اسلوب کی انفرادیت، جذبے کی سچائی اور توانائی کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں- عملی تخلیق کے دوران وہ کسی مرحلے پر سچائی اور شعری صداقت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے-سیاسی، سماجی شعور کے بیشتر مظاہر کی حدود سے اپنے عہد کی سچائیوں کو موضوع بناتے ہوئے اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہیں جس متعلق ڈاکٹر سفیان صفی لکھتے ہیں:-

سعید اشعر کی شاعری کے موضوعات اور اسلوب نگارش از ابتداد لپذیری اور انفرادیت کے حامل ہیں-ان کی شاعری در حقیقت نادیدہ، ناشنیدہ اور نامعلوم حقائق کا سفر ہے ان کا نصب العین عظیم شاعری کے ان موضوعات کا احاطہ کرتا ہے جو مستقبل بینی اور ماہیت اشیاء کے تجزیے پر مشتمل ہوتے ہیں-

سعید اشعر کی شاعری کو دیکھا جائے تو کسی بھی فن پارے کے ابلاغ اور تفہیم میں قاری کو کسی قسم کی دقت اور مشقت کا بار نہیں اٹھانا پڑتا وہ مشکل اور ادق مضامین اس سہولت کے ساتھ پیش کرتے ہیں کہ قارئین کے اذہان نہایت سہل انداز میں اسے قبول کرتے چلے جاتے ہیں-

بلا رہا ہے وہ پردے کی اس طرف ورنہ

مجھے گریز کی عادت نے روک رکھا ہے

شام کا منظر مجھ سے باتیں کرتا ہے

تیرے وعدوں کے صحرا میں آیا ہوں

تجھ سے ملنا تو اک بہانہ تھا

اپنے حصے کے دکھ اٹھانے تھے

سعید اشعر کی شاعری کا فکری نظام افراد کی توڑ پھوڑ کو بیان کرتے ہوئے ملک کس اندرونی خلفشار اور تضادات کو پیش کرتا ہے اس لیے جہاں گہری حقیقت پسندی کا ادراک ملتا ہے وہاں مادی جسم کا پیرہن اوڑھے اندرونی شخص کا ارتقائی سفر بھی پایا جاتا ہے وہ اپنی شاعری کے جمالیاتی حسن کا تلازمہ کاری کے لیے مظاہر فطرت سے تشبیہات، استعارات اور امیجری وصول کرتے ہوئے صوتی اثرات سے ان میں لطف پیدا کرتے ہیں-ان کی شاعری میں تہذیبی و ثقافتی، مذہبی و روحانی، طلسماتی و مافوق الفطرت، سیاسی و سماجی، حسی و جذباتی، عقلی و شعوری وسعتوں کا احاطہ کرتی ہے وہیں ان کا انداز و اسلوب، لغوی و جمالیاتی، سلیقہ و شائستگی اور سہولت و روانی کے جوہر دکھاتا نظر آتا ہے-سعید اشعر منفرد رنگ و آہنگ کے مالک ہیں جہاں فرسودگی کا شائبہ تک نہیں بل کہ تنوع اور تازگی کے ساتھ ان کی تخلیقی جمالیات ابھرتی چلی جاتی ہیں وہ تہذیب کی زمین سے خمیر لے کر شاعری کرتے ہیں جو مثبت اقدار اپناتے ہوئے جاگیر درانہ نظام کی مخالفت کرتے ہیں وہ تمام تہذیبی تنزل کے پس پردہ رویوں کو سامنے لاتے ہیں ہر پل مثبت اور اچھی کیفیات منظر عام لاتے ہیں جن کی بدولت ان کے افکار و موضوعات ہمہ جہت ہیں اور یہ ہی ذخیرہ الفاظ کی وسعت، موضوعات کی نیرنگی، لسانی تقاضوں سے آگاہی، فنی نزاکتوں کا شعور، عصری اور تہذیبی بصیرت انھیں اپنے ہم عصروں سے ممتاز کرتی ہے-

References

1-Taveel,saeed ashar,inharaf publications Lahore,Islamabad,june 2019

2-Roshani gulabo ki,saeed ashar,adab saraa publications jinnah housing society,2017,page 23

3-Mari ghazal,saeed ashar, inharaf publications Lahore,Islamabad,page 41

4-Elia hassan tum kasy ho?,saeed ashar, inharaf publications Lahore,Islamabad,july 2018,page 04

5- Elia hassan tum kasy ho?,saeed ashar, inharaf publications Lahore,Islamabad,july 2018,page 68

6-Roshani gulabo ki,saeed ashar,adab saraa publications jinnah housing society,2017,page 29,68

7-Main our main,saeed ashar, inharaf publications Lahore,Islamabad,page 06

8-Nazam khani, saeed ashar, inharaf publications Lahore,Islamabad,page 03

9- Roshani gulabo ki,saeed ashar,adab saraa publications jinnah housing society,2017,page 12